اختؔر شیرانی

(1905 – 1948)

داؤد خاں نام، اختؔر تخلص، مشہور محقق حافظ محمود خاں شیرانی کے بیٹے تھے۔ٹونک میں پیدا ہوئے۔تعلیم وتربیت لاہور میں ہوئی۔ یہاں ان کے والد اورینٹل کالج لاہور میں استاد تھے۔اختؔر شیرانی نے لاہور کے کئی مشہور ادبی رسائل ’’ہمایوں‘‘، ’’خیالستان‘‘، ’’شاہکار‘‘ اور’’انتخاب‘‘ میں ادارتی فرائض انجام دیے۔ جواں عمری میں انتقال ہوا۔

اختؔر ایک رومانی شاعر تھے انھوں نے غزلیں بھی کہیں اور نظمیں بھی۔اپنی رومانی نظموں کے باعث زیادہ مشہور ہوئے۔اختؔر کی نظموں میں غنائیت پائی جاتی ہے۔وہ لطیف جذبات مترنم انداز میں بیان کرتے ہیں۔ان کے کلام میں سرشاری اور سرمستی ہے۔اختؔر کی رومانیت خواب وخیال سے زیادہ ہماری دھرتی اور اس کے حسن کے گرد گھومتی ہے اس لیے مانوس معلوم ہوتی ہے۔اختؔر نے رومانی نظموں کے علاوہ سانیٹ بھی لکھے۔ان کی نظموں کا دوسرا موضوع حب الوطنی ہے۔ان کی نظمیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی محبت اور وطن کی خاطر کسی بھی قربانی کے لیے تیار ہیں۔

’’پھولوں کے گیت‘‘، ’’شعرستان‘‘، ’’صبحِ بہار‘‘، ’’نغمۂ حرم‘‘، ’’طیورِ آوارہ‘‘، ’’اختر ستان‘‘، ’’لالۂ طور‘‘، ’’شہ رو‘‘، اور ’’شبستان‘‘ ان کے شعری مجموعے ہیں۔

© NCERT not to be republished

5012CH21

اُودیس سے آنے والے بتا!

(ایک نو وارد ہم وطن سے کسی غریب الوطن کا خطاب)

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا — کس حال میں ہیں یارانِ وطن
آوارۂ غربت کو بھی سُنا! — کس رنگ میں ہے کنعانِ وطن
وہ باغِ وطن، فردوسِ وطن — وہ سروِ وطن، ریحانِ وطن

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی وہاں کے باغوں میں — مستانہ ہوائیں آتی ہیں؟
کیا اب بھی وہاں کے پربت پر — گھنگھور گھٹائیں چھاتی ہیں؟
کیا اب بھی وہاں کی برکھائیں — ویسے ہی دلوں کو بھاتی ہیں؟

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا شام پڑے گلیوں میں وہی — دلچسپ اندھیرا ہوتا ہے؟
اور سڑکوں کی دُھندلی شمعوں پر — سایوں کا بسیرا ہوتا ہے
باغوں کی گھنیری شاخوں میں — جس طرح سویرا ہوتا ہے؟

او دیس سے آنے والے بتا!

© NCERT not to be republished

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی مہکتے مندر سے — ناقوس کی آواز آتی ہے؟
کیا اب بھی مقدّس مسجد پر — مستانہ اذاں تھرّاتی ہے؟
اور شام کے رنگیں سایوں پر — عظمت کی جھلک چھا جاتی ہے؟

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا آم کے اُونچے پیڑوں پر — اب بھی وہ پپیہے بولتے ہیں؟
شاخوں کے حریری پردوں میں — نغموں کے خزانے کھولتے ہیں؟
ساون کے رسیلے گیتوں سے — تالاب میں امرس گھولتے ہیں؟

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا پہلی سی ہے معصوم ابھی — وہ مدرسے کی شاداب فضا؟
کچھ بھُولے ہوئے دن گزرے ہیں — جس میں، وہ مثالِ خواب فضا؟
وہ کھیل، وہ ہم سِن، وہ میداں — وہ خواب گہِ مہتاب فضا؟

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی کسی کے سینے میں — باقی ہے ہماری چاہ بتا؟
کیا یاد ہمیں بھی کرتا ہے اب — یاروں میں کوئی آہ بتا؟
او دیس سے آنے والے بتا — لِلّٰہ بتا، لِلّٰہ بتا؟

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا ہم کو وطن کے باغوں کی مستانہ فضائیں بھول گئیں؟
برکھا کی بہاریں بھول گئیں ساون کی گھٹائیں بھول گئیں؟
دریا کے کنارے بھول گئے جنگل کی ہوائیں بھول گئیں؟

او دیس سے آنے والے بتا!

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا گاؤں پہ اب بھی ساون میں برکھا کی بہاریں چھاتی ہیں؟
معصوم گھروں سے بھور بھئے چکّی کی صدائیں آتی ہیں،
اور یاد میں اپنے میکے کی بچھڑی ہوئی سکھیاں گاتی ہیں؟

او دیس سے آنے والے بتا!

© NCERT not to be republished

او دیس سے آنے والے بتا!

کیا اب بھی پرانے کھنڈروں پر — تاریخ کی عبرت طاری ہے؟
اَن پورنا کے اُجڑے مندر پر — مایوسی و حسرت طاری ہے؟
سنسان گھروں پر چھاؤنی کے — ویرانی و رِقّت طاری ہے؟
او دیس سے آنے والے بتا!

—— اختر شیرانی

مشق

لفظ و معنی:

نو وارد	:	نو کے معنی نیا، وارد آنے والا، نیا آیا ہوا مسافر
آوارۂ غربت	:	پردیس میں رہنے والا
کَنعان	:	ملک شام کا ایک مقام جہاں حضرت یوسفؑ پیدا ہوئے تھے
فردوس	:	جنت
ریحان	:	ایک خوشبودار پھول
ناقوس	:	سنکھ جو پوجا کرتے وقت مندر میں بجایا جاتا ہے
حریری	:	ریشمی، ریشم کا باریک کپڑا
امرس	:	آم کا رس مراد میٹھا رس
ہم سِن	:	ہم عمر، ہم جولی
خواب گہ	:	خواب گاہ، سونے کا کمرہ
ان پورنا	:	درگا دیوی، غذا کی دیوی

© NCERT not to be republished

غور کرنے کی بات:

- اس نظم میں شاعر نے پردیس میں رہنے والے لوگوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کی ہے کہ کس طرح انھیں پردیس میں اپنے دیس کی ایک ایک چیز یاد آتی ہے۔
- نظم کے آخری بند میں عروج و زوال کی کہانی کو شاعر نے تین مصرعوں میں سمو دیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ قلعہ و حویلیاں بارونق ہوتی تھیں مگر جب ان کے مکیں نہیں رہے تو اُن کے مکان سونے ہو گئے اور وہ کھنڈر میں تبدیل ہو گئے۔

سوالوں کے جواب لکھیے:

1۔ نظم کے پہلے بند میں ''آوارۂ غربت'' اور ''کنعانِ وطن'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
2۔ پردیس میں وطن سے آنے والے شخص سے شاعر بے تاب ہو کر کیا کیا پوچھتا ہے؟
3۔ ''او دیس سے آنے والے بتا للہ بتا للہ بتا'' سے شاعر کے کس احساس کا اظہار ہو رہا ہے؟
4۔ شاخوں کے حریری پردوں میں نغموں کے خزانے کون کھولتا ہے؟

عملی کام:

- نظم میں شامل تلمیحات اور استعارات کی نشاندہی کیجیے۔
- اپنے وطن کی خوبیوں پر ایک مضمون لکھیے۔

© NCERT not to be republished